شہیدِ کربلا

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول

سیّدنا

حُسین بن علی رضی اللہ عنہ

احوال و سوانح ○ مختصر تعارف و خدمات

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواسہ رسول
جگر گوشہ بتول
شہید کربلا
حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

ابتدائی تعارف

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے دوسرے صاحبزادے ہیں آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ کی طرح بے انتہا محبت کرتے تھے۔ آپ کبھی ان کو گود میں اٹھاتے کبھی کندھے پر بٹھاتے کبھی ہونٹوں پر بوسہ دیتے رخسار چومتے۔

ولادت:- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گیارہ ماہ بعد ۳ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خبر سن کر آنحضرت ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے آئے۔ کان میں اذان دی پھر حضرت فاطمہؓ کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی۔

کنیت اور القاب :- آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور القاب میں سیدہ شبیر، شہید، سبط، اصغر اور ریحانتہ النبی مشہور ہیں۔

اولاد :- سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ اولاد نرینہ میں سے صرف ایک علی رضی اللہ عنہ بن الحسین رضی اللہ عنہ (جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں) باقی بچے اور انہیں سے نسل چلی۔ ایک نوجوان فرزند علی اکبر رضی اللہ عنہ اور ایک شیر خوار صاحبزادے علی اصغر رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا میں شہید ہو گئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک فرزند عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ نے بھی کربلا میں شہادت پائی۔ صاحبزادیوں کی تعداد اکثر اہل سیر نے تین بتائی ہے سکینہ، فاطمہ اور زینب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

● ..... سید اشباب اھل الجنۃ الحسن و الحسین

ترجمہ: جنت والوں کے جوانوں کے سردار حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔

(از مشکوۃ)

● ..... حسین منی و انا من الحسین احب اللہ من احب حسینا، حسین سبط من الاسباط

ترجمہ: حسن مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔ حسین میری اولاد کی اولاد ہے۔ (از ترمذی)

● ..... ریحان الدنیا و الاخرۃ الحسن و الحسین

ترجمہ: دنیا اور آخرت کے پھول حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ریاض النضرۃ)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

عہد خلفاء ثلاثہ میں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :-

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیحد عزت کرتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بچپن میں جب پہلی مرتبہ حضرت صدیق کے سامنے لائے گئے تو آپ نے فرمایا۔ ابنا لعلی شبها لنبی بیٹا علی کا ہے مشابہ نبی ﷺ کے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو خالد بن ولید کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مال غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہدیہ میں بھیجی تو آپ نے اسے بخوشی قبول فرمایا۔ (فتوح البلدان ص ۲۵۳ بلاذری)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ :-

حضرت عمرؓ نے

حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کے لئے ۵۰۰ ہزار درہم وظیفہ ان کے باپ اور بدری صحابہ کے برابر مقرر کیا۔ (شرح معانی الآثار طحاوی ص ۱۸۱ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتوحات مدائن کے مال غنیمت میں ایک لڑکی شاہ جہان کو جو بعد میں شہربانو کہلائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عطیہ میں دی اور اسی سے بعد میں حضرت زین العابدین پیدا ہوئے۔ (شیعہ کتاب ناسخ التواریخ ص ۳ ج ۱۰)

اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا اس میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف آدمی روانہ کیا وہاں سے مناسب لباس آیا تو حضرت حسنین رضی اللہ عنہ نے اسے زیب تن کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔

(کنز العمال ص ۱۰۶ ج ۷ البدایہ ص ۲۰۷ ج ۸)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین :-

خاندان بنی ہاشم کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعدد رشتے ہوئے طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہؓ کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے ساتھ ہوا۔ (طبقات ص ۳۴۷ ج ۷)

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سکینہؓ بنت حسین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

کے چند خطبات کے اہم اقتباسات

شیعہ کتب کی زبان میں

● ..... اے شیث بن ربعی، اے حجاز بن الجز! اے قیس، اے زید بن الحرث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے زمین سرسبز ہو گئی نہریں ابل پڑیں اگر آپ ہمارے پاس آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے جلد آئیے..... (خلاصۃ المصائب ص ۱۳۸)

* تم پر اور تمہارے ارادہ پر لعنت ہو۔ اے بیوفایان جفاکار غدار رو، تم پر وائے ہو، تم نے ہنگامہ اضطراب برپا کیا، اور جب میں تمہارا کہنا مان کر تمہاری نصرت اور ہدایت کے لئے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی اپنے دشمنوں کو تم نے یاوری اور مددگاری کی اور اپنے دوستوں سے دستبردار ہوئے۔

(جلاء العیون ص ۱۸۳ ج ۲ مطبوعہ لاہور)

* حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ نے سنی تو بے ساختہ فرمایا۔ قد خذلنا شیعتنا ہمارے شیعوں نے ہم کو ذلیل کر دیا۔

(از خلاصۃ المصائب ص ۴۹)

* شہادت کے روز دسویں محرم کا مشہور خطبہ :۔

افسوس ہو تم پر اے کوفہ کیا تم بھول گئے اپنے خطوں کو اور وہ وعدے جو تم نے کئے تھے اور خدا تعالیٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا۔ افسوس ہو تم نے لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں ہم ان کی مدد اور پیروی میں جانیں تک فدا کر دیں گے۔ پھر جب ہم آئے تو پھر ہم کو ابن زیاد کے حوالے کر رہے ہو۔ اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم اپنے نبی ؐ کے برے اخلاف ہو کہ ان کی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو، خدا تعالیٰ تم کو قیامت کے دن سیراب نہ کرے یعنی پانی نہ دے۔

(ذبح عظیم بحوالہ ناسخ التواریخ ص ۳۳۵)

واقعہ کربلا

معرکہ کربلا کے شرکاء:- ۴۰ پیادہ، ۳۲ سوار، ۲۱ افراد اہل بیت، عمرو بن خالد، عبدالرحمٰن بن عروہ، وقاص بن مالک، کنانہ بن عتیق، قیس بن ربیعی، عمار بن ابی الاسلام، سعود بن حجاج، زہیر بن حسان، عبداللہ بن عمرو، وہب بن عبد، مسلم بن عوسجہ، شبیر بن عمر، محمد بن حنظلہ، قاسم بن حبیب، یزید ثبت، حبیب بن مظاہر۔

مختصر واقعہ کربلا:- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب یزید مسند اقتدار پر متمکن ہوا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نیک نیتی اور دیانتداری سے بیعت سے انکار کیا اسی اثناء میں شیعان کوفہ سے سلیمان بن خزاعی نے کوفہ کی میٹنگ میں کہا تم ان کے اور ان کے بزرگوار کے شیعہ ہو اگر تم ان کی بیعت کر سکو گے تو ان کو عریضہ لکھ کر بلالو۔ پھر ایک عریضہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔

(جلاء العیون ص ۴۳۸)

یہاں تک کہ چھ سو خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور آخر تک بارہ ہزار خطوط کوفہ سے یہاں پہنچے ان خطوط کے جواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جواب لکھا میں تمہارے پاس مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں تو میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار کوفی شیعوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اچانک دوسرے روز ہزاروں آدمیوں نے منہ پھیر لیا۔ اور شام تک صرف تیس اور پھر دس آدمی کے آپ کے ساتھ رہ گئے۔

(جلاء العیون ص ۴۳۳ تا ۴۴۳ ج ۲)

چند دنوں کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ، عبداللہ بن یقطر کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے افسردگی میں فرمایا۔ ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔ (جلاء العیون ص ۲۶۴ ج ۲)

امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بااصرار کہا کہ اہل کوفہ بیوفا ہیں ان کے پاس نہ جائیں مگر آپؓ نے جانے کا ارادہ ترک نہ فرمایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو تیس ہزار عراقیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن دوسرے ہی روز بیعت کرنے والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر تلوار کھینچی اور ہنوز بیعت ان کی گردنوں میں تھی کہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے والے راستے کربلا کے مقام پر دس محرم کو نہایت بے دردی اور مظلومیت کے ساتھ ذبح کر دیا اور اسلامی تاریخ کے اوراق پر یہ عظیم حادثہ ثبت ہو گیا۔

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کی شناخت:۔ معرکہ کربلا کے مشہور شہداء ہیں جو خاندان نبوت کے دیگر افراد اس معرکے کے مرکزی کردار تھے ان میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات کے چند اقتباسات آپ نے اوپر ملاحظہ کئے ذیل میں دیگر مدعیان کے بیانات کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں اگر ناظرین بغور ان کا مطالعہ کریں گے تو واضح طور پر قاتلین کی شناخت ہو جائے گی۔

حضرت زین العابدین کا بیان:۔ ھیہات، ھیہات اے غدارو، مکارو، تمہاری مرادیں پوری نہ ہوں، کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی فریب دو، جیسے تم نے میرے باپ دادا کو اس سے قبل فریب دیا۔

(احتجاج طبرسی ص ۱۸۴)

حضرت زینبؓ بنت علیؓ کا بیان:۔

جب کربلا سے روانہ ہو کر اسیران اہل بیت حسین ؓ کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی عورتوں اور مردوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت حسین ؓ کی ہمشیرہ حضرت زینبؓ نے رونے پیٹنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے اہل کوفہ کس وجہ سے تم روتے ہو۔ جب رسول ﷺ خدا تم سے پوچھیں گے تم نے میری اولاد اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے۔ (جلاء العیون ۵۰۳)

فاطمہ بنت حسین ؓ کا بیان:۔

اے اہل کوفہ تم نے ہم کو قتل کرنا حلال جانا ہمارے مال کو لوٹا تمہاری تلواروں سے اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ (احتجاج طبری ص ۱۵۷)

حضرت ام کلثومؓ بنت علی کا بیان:۔

جب کوفی عورتیں اہل بیت پر رونے لگیں تو ام کلثومؓ نے محمل سے آواز دی۔ اے زنان کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا پھر...... پھر تم کیوں روتی ہو۔ (جلاء العیون ص ۵۰۷)

معرکہ کربلا میں شہید ہونے والے خاندان نبوت کے افراد:۔

سعد غلام حضرت علیؓ قنبر غلام حضرت حسین ؓ عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمن بن عقیل، جعفر بن عقیل، عبداللہ بن مسلم، محمد بن عبداللہ، عون بن عبداللہ، ابوبکر

بن حضرت حسین رضی اللہ عنہ عثمان بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ عمر بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ عبداللہ بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ محمد بن علی رضی اللہ عنہ عثمان بن علی رضی اللہ عنہ زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ جعفر بن علی رضی اللہ عنہ عبداللہ بن حسن محمد بن سعد۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صفات و کمالات

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خانوادہ نبوی میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے معدن فضل و کمال بن گئے تھے۔ چونکہ عہد رسالت میں کمسن تھے۔ اس لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہوئی مرویات کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ البتہ بالواسطہ روایت کی تعداد کافی ہے۔ حضور کے علاوہ انہوں نے جن بزرگوں سے احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہؓ حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں ان کے رواۃ میں برادر بزرگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صاحبزادے حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ صاحبزادیاں حضرت سکینہؓ و حضرت فاطمہؓ پوتے حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ شعبیؒ عکرمہؒ سنانؒ بن ابی سنان عبداللہؒ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ فرزدق شاعر وغیرہ شامل ہیں۔

تمام ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بڑے فاضل تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ قضاء و افتاء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے وہ مسند افتاء پر فائز ہو گئے تھے اور اکابر مدینہ مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ قیدی کو رہا کرانے کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں پر جن کی

حمایت میں دو لڑا ہو۔ ایک اور موقع پر ابن زبیرؓ نے ان سے استفتاء کیا کہ شیر خوار بچہ کا وظیفہ کب واجب ہوتا ہے انہوں نے فرمایا پیدائش کے فوراً بعد جب بچے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کا وظیفہ واجب ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت حسینؓ دینی علوم کے علاوہ اس عہد کے عرب کے مروجہ علوم میں بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔ ان کے تبحر علمی، علم و حکمت اور فصاحت و بلاغت کا اندازہ ان کے خطبات سے کیا جا سکتا ہے جن میں سے کچھ آج بھی کتب سیر میں محفوظ ہیں۔

فضائل اخلاق کے اعتبار سے سیدنا حسینؓ پیکر محاسن تھے عبادت و ریاضت ان کا معمول تھا۔ قائم اللیل اور دائم الصوم تھے فرض نمازوں کے علاوہ بکثرت نوافل پڑھتے تھے۔ ان کے فرزند حضرت علی زین العابدینؓ کا بیان ہے کہ وہ شب و روز میں ایک ایک ہزار نمازیں (نوافل) پڑھ ڈالتے تھے۔ روزے بکثرت رکھتے تھے اور سادہ غذا سے افطار فرماتے تھے۔ رمضان المبارک میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن پاک ضرور ختم کرتے۔ حج بھی بکثرت کرتے تھے اور وہ بھی بالعموم پاپیادہ۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے پچیس حج پاپیادہ کئے۔ (تہذیب الاسماء امام نوویؒ)

ذریعہ معاش

سیدنا حضرت حسینؓ مالی حیثیت سے نہایت آسودہ حال تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں ۵ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ جو انہیں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے زمانہ تک برابر ملتا رہتا۔ سیدنا حضرت حسنؓ نے خلافت سے دست برداری کے وقت امیر معاویہؓ سے ان کے لئے دو لاکھ سالانہ مقرر کرا دیئے تھے۔ اس مرفہ الحالی کے باوجود ان کی زندگی پر فقر و زہد کا اثر نمایاں تھا۔ اپنا مال

کثرت سے راہ خدا میں لٹاتے رہتے تھے کوئی سائل ان کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ بعض مرتبہ غربا کے گھروں پر خود کھانا پہنچاتے تھے اگر کسی قرض دار کی سقیم حالت کا پتہ چلتا تو خود اس کا قرض ادا کر دیتے تھے۔

سخاوت اور دریا دلی

ایک دفعہ نماز میں مشغول تھے۔ کہ گلی میں ایک سائل کی آواز کانوں میں پڑی۔ جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ صدا دینے والے سائل کی خستہ حالی دیکھی تو اپنے خادم قنبر کو آواز دی' وہ حاضر ہوئے تو پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا' آپ نے دو سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کیے گئے ہیں فرمایا یہ ساری رقم لے آؤ اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آگیا ہے قنبر نے دو سو درہم لا کر پیش کیے تو سب کے سب سائل کو دے دیئے اور ساتھ ہی معذرت کی کہ اس وقت میرا ہاتھ خالی ہے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکا۔

صدقات وخیرات کے علاوہ اہل علم اور شعراء کی سرپرستی بھی کرتے تھے اور ان کو انعام کے طور پر بڑی بڑی رقموں سے نوازتے رہتے تھے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مجالس وقار اور متانت کا مرقع ہوتی تھیں۔ لوگ ان کا حد سے زیادہ احترام کرتے تھے اور ان کے سامنے ایسے سکون اور خاموشی سے بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور وقار متانت اور بلندی مرتبت کے باوجود سیدنا حسین تمکنت اور خودپسندی سے کوسوں دور تھے اور بے حد حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے نہایت کم حیثیت کے لوگوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی طرف جا رہے تھے راستے میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے انہوں نے حضرت حسین

رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا۔

ان اللہ لایحب المتکبرین

(بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ فارغ ہوئے تو ان سب کو دعوت پر بلایا۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے گھر والوں کو حکم دیا جو کچھ ذخیرہ ہے وہ سب بھجوا دو۔

زریں اقوال

ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بہت سے کلمات طیبات نقل کئے ہیں جو دانش و حکمت اور پند و موعظت کا خزینہ ہیں۔ ان میں سے کچھ ہیں۔

(۱)۔۔۔ جلد بازی نادانی ہے۔

(۲)۔۔۔ حلم زینت ہے۔

(۳)۔۔۔ صلہ رحمی نعمت ہے

(۴)۔۔۔ راست بازی عزت ہے۔

(۵)۔۔۔ جھوٹ عجز ہے۔

(۶)۔۔۔ بخل افلاس ہے۔

(۷)۔۔۔ سخاوت دولت مندی ہے۔

(۸)۔۔۔ نرمی عقل مندی ہے۔

(۹)۔۔۔ رازداری امانت ہے۔

(۱۰)۔۔۔ حسن خلق عبادت ہے۔

(۱۱)۔۔۔ عمل تجربہ ہے۔

(۱۲)۔۔۔ امداد دوستی ہے۔

(۱۳)...... اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے۔

(۱۴)...... ایسا کام جو تم نے نہیں کیا اس کا شمار نہ کرو۔

(۱۵)...... حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائی کر کے اپنی آبرو قائم رکھو۔

(۱۶)...... جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت دور کرتا ہے۔

(۱۷)...... سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور پھر بدلہ نہ لے۔

(۱۸)...... اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔

(۱۹)...... عطا کے ذریعے نیک نامی حاصل کرو۔

(۲۰)...... گمراہی سے شہرت پیدا نہ کرو۔

(۲۱)...... جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے۔ جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

(۲۲)...... سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے لوگوں کو بھی دیتا ہے جن سے ملنے کی امید نہ تھی۔

(۲۳)...... جو کسی پر احسان کرتا ہے تو خدا اس پر احسان کرتا ہے۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بنالیتا ہے۔

(۲۴)...... سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص سے صلہ رحمی کرے جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی ہو۔

(۲۵)...... اگر کسی کے ساتھ نیک سلوک کیا اور دوسرا اس کے ساتھ ایسا نہ کر سکا تو اللہ اس کا نیک بدلہ دیتا ہے۔

مورخ یعقوبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن

بصریؒ سے چند اخلاقی باتیں کیں۔ وہ انہیں سن کر بہت حیران ہوئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے جان پہچان نہیں تھی۔ جب وہ چلے گئے تو لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے ——؟
جواب ملا حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ
یہ سن کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بے ساختہ بولے تم نے میری مشکل حل کر دی۔ یعنی اب حیرت کی کوئی بات نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوتؐ کے بارے میں سپاہ صحابہ کا نقطہ نظر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت کے بارے میں سپاہ صحابہ کا عقیدہ ہے کہ کوئی شخص جو ان کے بارے میں کدورت یا بغض رکھے اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ صحابہ دشمنوں نے خاندان نبوت سے محبت کی آڑ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد لکھا اس لیئے ان کا "محبت اہل بیت" کا دعویٰ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوتؐ کے تعلقات کتنے خوشگوار تھے۔ اس کا ذکر قرآنی آیت "رحماء بینھم" میں موجود ہے۔
سپاہ صحابہ اور دنیا بھر کے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوتؐ اسلام کی دو آنکھیں ہیں۔ ان سے بغض کفر ہے۔ ان سے محبت عین ایمان ہے۔
ان میں سے کسی ایک کے بارے میں دل میں میل رکھنا ضلالت و گمراہی ہے۔ جو شخص ان میں کسی کو بھی کافر یا منافق کہے گا۔ اس پر کافر کا اطلاق ہو گا۔ کیونکہ وہ ساڑھے سات سو قرآنی آیات کی تکذیب کر رہا ہے۔